عائلی زندگی اور مہر۔ایک جائزہ

مسز شاہدہ پروین *

انسان فطرتاً مدنی الطبع ہے وہ اکیلا معاشرے میں زندگی بسر نہیں کر سکتا۔اسلام دین فطرت ہے۔اس نے انسان کے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کا باقاعدہ انتظام کیا اور اسکے اخلاق وعفت کی حفاظت وصیانت کے لیے احکام دیے۔جو عائلی احکام کے نام سے موسوم ہیں۔نکاح عائلی زندگی کی خشت اول ہے۔اللہ تعالیٰ نے نکاح کو زوجین کے مابین مودت ورحمت کا باعث قرار دیا ہے۔ازدواجی رشتہ کے آغاز سے ہی اسلام عورت کی کفالت کا بار مرد کے کندھوں پر ڈالتا ہے جس کی پہلی قسط کو مہر کہا جا سکتا ہے دراصل مہر مرد کے لیے ایک عملی یاددہانی ہوتا ہے کہ جس عورت سے وہ اس وقت رفاقت کا عہد باندھ رہا ہے آخر دم تک اس کی ساری ضروریات زندگی اسے فراہم کرنا ہوں گی۔اس کے ساتھ ساتھ یہ مرد کی طرف سے عورت کے تئیں الفت اور یگانگی کا اظہار بھی ہے۔[۱]

مہر کی تعریف

لغوی معنوں میں مهراً المرأة اعطاها او جعل لها مهراً. الصداق وهو ما يجعل للمراة من المال تنتفع به شرعاً وتنفقه معجلاً او موجلاً.[۲]

یعنی مہر یا صداق وہ مال ہے جو عورت سے شرعی فائدہ اٹھانے پر دیا جائے جو جلدی یا تاخیر سے ادا کیا جائے۔

الصداق: صداق المراة سمي ذلك لقوته وانه حق يلزم ويقال صداق وصدقه وصدقه.[۳]

لغت میں صداق کے معنی اظہار رغبت کے لیے مال خرچ کرنے کے ہیں۔[۴]

اصطلاحاً مہر وہ مال ہے جو نکاح یا تعلق کی بنا پر مرد کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

ابن الاثیر لکھتے ہیں۔

صداق هي جمع صدقه وهومهرا المرأة ومنه قوله تعلى اتو النساء صدقا

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تهن نحلة وفی راویة لا تغالو ا فی صدق النساء. ۵

ابن قدامہ نے مہر کے نو نام بیان کیے ہیں۔

الصداق، والصدقة، والمهر، والنحلة، والفریضة، والاجر، والعلائق، والعقر والحباء. ۷

محمد محی الدین عبدالحمید نے ان کے علاوہ دو اور نام ''طولا'' اور ''نکاحا'' کا بھی ذکر کیا ہے۔۸ ان میں سے نحلة۹ فریضة،۱۰ الصدقة۱۱ اجر۱۲ طولا۱۳ اورنکاحا۱۴ قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔احادیث مبارکہ میں المھر ۱۵، العلیقة ۱۶، العقر ۱۷ اور الصدقة ۱۸ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔احادیث میں مفرد اور جمع دونوں الفاظ مستعمل ہیں۔لیکن عوام میں اس مقصد کے لیے مہر ہی مشہور ہے۔مہر کے لیے مستعملہ تمام الفاظ کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مہر وہ مالی تحفہ ہے جو خوشدلی کے ساتھ شوہر اپنی رفیق سفر کو پیش کرتا ہے اور یہ ازدواجی مودّت کا باعث بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وجعل بینکم مودة ورحمة۔۱۹ کی خوشخبری دی ہے۔

مہر اور کتاب ہدایت

اللہ بزرگ و برتر نے سورہ نساء کی پہلی آیت میں ہی ازدواجی زندگی کو اپنی نشانی قرار دیا اور اگلی آیات میں ازدواجی زندگی کی تشکیل بذریعہ نکاح کا حکم دیا اور اس کے بعد نکاح کے ذریعے عورت کو ملنے والے مالی فائدہ کا تذکرہ کچھ آیات میں بلاواسطہ اور کچھ میں بالواسطہ کیا قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

واتو النساء صدقاتهن نحلة. ۲۰

اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دے دیا کرو۔

یہاں صیغہ امر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہر ایک ایسا فریضہ ہے جو خوشدلی سے ادا کرنا لازم ہے کیونکہ ''امر یقتضی ظاہرہ الایجاب۔۲۱ امر اپنے ظاہری معانی میں وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔لفظ صدقہ کے بارے میں ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

وسمی به لانه یظهر به صدق میل الرجل الی المراة. ۲۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یعنی مہر کو صداق اور صدقہ اس لیے کہتے ہیں کہ صدق کے اس مادہ میں سچ کے معنی ہیں اور مہر سے بھی چونکہ شوہر کا اپنی بیوی کی طرف سچا میلان ظاہر ہوتا ہے اس لیے اس مناسبت سے مہر کو صداق کہنے لگے۔ عہد جاہلیت میں عورت کا مہر یا تو اس کے اولیاء وصول کرتے تھے یا اگر کہیں شوہر کو دینا بھی پڑ جاتا تو بہت تلخی کے ساتھ بادل ناخواستہ دیتا تھا۔ اس لیے یہاں خطاب شوہر سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ محمود آلوسی نے ذکر کیا ہے۔

"والخطاب علی ما ھوا المتبا درللازواج ،والیه ذھب ابن عباسؓ و جماعة واختاره الطبری والجبائی. ۲۳

اور خطاب اولیاء سے بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اگر مہر وصول کریں تو پھر بھی یہ عورت کا حق اسے ہی دیا جائے اور اس کی مرضی کے بغیر یا جبراً معاف نہ کروایا جائے۔

ابن العربی لکھتے ہیں۔

"ان المرادبه الاولیاء". ۲۴

یہاں اولیاء مراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

واحل لکم مارو آء ذلکم ان تبتغو اباموالکم محصنین. ۲۵

ان تبتغو ا باموالکم کی تفسیر میں علامہ بیضاوی لکھتے ہیں۔

ان تبتغو االنساء باموالکم بالصرف فی مهورھن. ۲۶

مال کے ذریعے عورتوں کا چاہنا یہ ہے کہ مال ان کے مہر کی ادائیگی میں صرف کیا جائے۔

اور اس مال سے مراد مالِ مہر ہے یا ملکِ یمین کی قیمت۔ ۲۷

محرمات کے علاوہ جو عورتیں ہیں وہ چار شرطوں کے ساتھ حلال ہوتی ہیں ان میں سے ایک مال کا پایا جانا یعنی مہر ہے جو "ان تبتعو اباموالکم" کا لفظ بتا تا ہے۔ ۲۸

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فاتوھن اجورھن فریضة. ۲۹

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سوانہیں ان کے طے شدہ مہر دے دو۔

سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا۔

وقد فرضتم لهن فريضة. ۳۰

اور تحقیق تم ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے ہو۔

سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قد علمنا ما فرضنا عليهم في ازواجهم. ۳۱

درج بالا آیت سے فقہاء نے شرعی نکاح کے لیے مہر کو لازم ٹھہرایا ہے کیونکہ اس میں بالصراحت لفظ فرضیت وارد ہوا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی نکاح بغیر مہر کی تعیین یا اسکے اظہار کے ہوا ہوتو بالاتفاق اس صورت میں بھی مہر مثل واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر فریقین نے بالصراحت پر مردوں کی فوقیت کا سبب بھی مالی ذمہ داریاں ہیں فرمایا۔

وللرجال عليهن درجة. ۳۳

اور مردوں کو ان (عورتوں) کے اوپر فضیلت حاصل ہے۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔ مرتبہ میں تفوق کا سبب یہ بھی ہے کہ مرد کے ذمہ کچھ فرائض ہیں۔

وهي التزام المهر والنفقة. ۳۴

یعنی وہ مہر اور نفقہ کا لزوم ہے۔ قوامیت رجال کا ایک سبب ادائیگی مہر اور نفقہ بھی ہے فرمایا۔

وبما انفقوا من اموالهم. ۳۵

اس سبب سے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت کے ضمن میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔ یہ قوامیت انہیں مال کے سبب بھی حاصل ہے جو وہ عورتوں کے مہر کے طور پر خرچ کرتے ہیں۔ ۳۶ فخر الدین رازی لکھتے ہیں "امر الله الرجال ان يدفعوا اليهن المهر ويدروا اليهن النفقة ۔ ۳۷ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کو مہر اور نفقہ ادا کریں۔ ۳۷

علامہ قرطبی درج بالا آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ جب مرد عورت کا نفقہ ادا کرنے سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عاجز ہو تو ہو اس پر قوام نہیں رہے گا جب وہ اس پر قوام نہ رہے تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار مل جاتا ہے گویا اس لحاظ سے نفقہ و کسوہ کی ادائیگی پر قادر نہ ہونا فسخ نکاح کی ایک واضح دلیل ہے۔ ۳۸

مہر اور سنت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مہر کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نکاح مہر کے بغیر نہیں ہوا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا یھا النبی انا احلکنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن۔ ۳۹

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بی بیاں حلال کیں جنہیں تم مہر دو۔

امام کاسانی لکھتے ہیں کہ یہاں اجر سے مراد مہر ہے۔ ۴۰

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت خدیجہؓ سے نکاح فرمایا تو ان کو بیس جوان اونٹنیاں بطور مہر دی تھیں۔ ۴۱

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا مہر چار سو درہم تھا۔ ۴۲

عن ابی سلمه بن عبدالرحمن انه قال سئلت عائشه رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم کم کان صداق رسول الله؟ قالت کان صداقة لازواجه اثنتی عشرة اوقیه ونشاً قالت اتدری ماالنش؟قال :قلت لا قالت نصف اوقیه فتلك خمس مائة درهم فهذا صداق رسول الله لا زواجه. ۴۳

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا رسول اللہ (کی ازواج مطہرات) کا مہر کیا تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بارہ اوقیہ اور ایک نش۔ پھر حضرت عائشہؓ نے پوچھا جانتے ہو نش کتنا ہوتا ہے۔ ابوسلمہؓ نے کہا نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا نصف اوقیہ اور یہ سارا پانچ سو درہم بنتا ہے۔ یہ نبی کریمؐ کی ازواج مطہرات کا مہر تھا۔

نجاشی حبشہ نے حضرت ام حبیبہؓ کا نبی اکرم ﷺ سے نکاح کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم مہر مقرر کیا۔ ۴۴

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وتسن تسمية المهر فی العقد لا نه لم بخل نكاحا عنه. ۴۵

گویا یہ بات سنت ہے کہ نکاح میں مہر ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نکاح اس سے خالی نہ تھا۔

مہر کی فقہی حیثیت

مہر کی حیثیت کے تعین میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ فقہاء کا موقف ہے کہ مہر بدل البضع یعنی عضو کا بدلہ ہے جبکہ دیگر فقہاء کے نزدیک یہ عورت سے جسمانی استمتاع کا بدل نہیں ایک فرض ہے جو عورت کے لیے عزت وشرف کا اظہار ہے۔ جو فقہاء مہر کو بدل البضع قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک نکاح میں مہر کی وہی حیثیت ہے جو بیع میں قیمت کی ہے۔

صاحب عنایہ نے مہر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ھو المال الذی یجب فی عقد النكاح علی الزوج فی مقابلة منافع البضع اما بالتسمیة او بالعقد۔ ۴۶

مالکیہ کے ہاں بھی مہر بیوی سے استمتاع کا بدلہ ہے۔

بانه ما یجعل للزوجة فی نظیر الاستمتاع بها. ۴۷

حنابلہ نے بھی اسے عوض قرار دیا۔

بانه العوض فی النكاح. ۴۸

مہر کو جسمانی منفعت کا بدل قرار دینے والے فقہاء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

فاتوھن اجورھن فریضة. ۴۹

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ مہر شرمگاہ کا بدل ہے کیونکہ جو چیز منفعت کے مقابل ہو اسے ہی اجر کہا جاتا ہے۔ ۵۰ اور اس آیت میں اجر ادا کرنے کو کہا گیا ہے۔

فقہاء کا دوسرا گروہ اسے جسمانی لذت کا بدلہ قرار دینے کی بجائے عطیہ اور فرض قرار دیتا ہے اور بدلہ سے زیادہ وسیع تر مفہوم مراد لیتا ہے۔

برہان الدین مرغینانی لکھتے ہیں۔

المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل. ۵۱

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مہر شرعاً واجب ہے اس لیے کہ محل نکاح کے شرف کا اظہار ہو۔

امام جصاص لکھتے ہیں۔

الزوج لا یملک بدله شیئاً لان البضع فی ملک المراة بعد النکاح کھو قبله. ۵۲

عورت کی شرمگاہ نکاح ہونے سے شوہر کی ملک نہیں بن جاتی بلکہ وہ اسی عورت کی ملک ہوتی ہے جیسی نکاح سے پہلے تھی۔

ان فقہاء نے سورہ نساء کی آیت نمبر چار سے استدلال کیا ہے کہ نحلہ کے لغوی معنی العطیة الخالیة من العوض ۵۳ ایسا عطیہ جو کسی قسم کے عوض سے خالی ہو کے ہیں۔

علامہ کاسانی اس بارے میں رقم طراز ہیں۔

کہ ملک نکاح بذاتہ مقصود نہیں ہے بلکہ اس سے کچھ اور مقاصد کا حصول مقصود ہے اور وہ مقاصد دوام نکاح سے حاصل ہو سکتے ہیں اور دوام حاصل ہوگا نفس عقد کے ساتھ مہر واجب ہونے سے کیونکہ زوجین کے مابین ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن سے خاوند طلاق پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ سو اگر نفسِ عقد سے مہر واجب نہ ہو تو خاوند معمولی ناراضگی کی صورت میں بھی اس تعلق کو توڑنے کی پرواہ نہیں کریگا۔ کیونکہ مہر لازم نہ ہونے کی وجہ سے تعلق توڑنا اس پر شاق نہیں ہوگا۔ تو اس طرح نکاح سے مقاصد مطلوبہ حاصل نہیں ہوتے نیز اس لیے کہ نکاح کے مصالح اور مقاصد زوجین کے درمیان موافقت سے حاصل ہوتے ہیں اور موافقت تب ہوگی جب بیوی خاوند کی نظروں میں معزز ومکرم ہو اور دل میں اس کی قدر ہو۔ اور قدر تب ہوگی جب اس کے حصول کے لیے خاوند کو خاطر خواہ مال خرچ کرنا پڑے، کیونکہ جس چیز کا حصول مشکل ہو اس کی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے نکاح میں مہر ہونا ضروری ہے لہذا مہر منفعت کا بدلہ ہی نہیں بلکہ نفس عقد بھی اس کا سبب ہے۔ بعض صورتوں میں مثلاً قبل از رخصتی طلاق دینے کی صورت میں، اگر مہر مقرر ہے تو بدون حصول منفعت بھی اس کے نصف کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے ۵۴۔ مہر کی حیثیت بنیادی طور پر ایک لازمی ہدیے کی ہے نہ کہ معاوضے کی اس حقیقت کا ثبوت خود شرع میں موجود ہے۔ قیمت اور معاوضہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں صاحب معاملہ اپنی مرضی سے ساقط کر دینے کا پورا اختیار رکھتا ہے لیکن مہر کو ساقط ٹھہرا دینے کا اختیار خود

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عورت کو بھی نہیں ہے اور جو نکاح مہر نہ دینے کی شرط سے کیا جائے وہ سرے سے منعقد ہی نہ ہوگا ابن رشد لکھتے ہیں انه لایجوز التراضی علی اسقاطه ۔۵۵

یعنی فریقین اس کو باہمی رضامندی سے ساقط نہیں کر سکتے۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ عقد نکاح کی نوعیت معاملہ بیع سے اور مہر کی حیثیت زر ثمن سے جوہری طور پر مختلف ہے۔۵۶

مولانا عبدالماجد دریابادی نے بہت وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ صداق یا مہر شریعت اسلامی میں بی بی کی وہ قیمت نہیں جو شوہر اس کے اولیاء کو دے کر ان سے بے بی حاصل کرتا ہے۔ بلکہ مہر بطور ایک نذرانہ کے لیے جو شوہر بغرض اکرام واعزاز براہ راست بی بی کو پیش کرنا اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے۔۵۷

تحدید مہر

مہر کی مقدار کے ضمن میں دو سوال سامنے آتے ہیں۔

۱۔ کیا زیادہ سے زیادہ مہر کی کوئی حد مقرر ہے؟

۲۔ اس کی کم از کم مقدار کیا ہے؟

کثیر مقدار مہر کی حیثیت

جہاں تک مہر کی زیادہ مقدار کا تعلق ہے تو کتاب وسنت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں کتاب اللہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدھن قنطارا فلاتا خذوا منه شیا۔۵۸

اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ کرلو تو اگر چہ تم (پہلی بیوی) اس کو ڈھیر مال ہی کیوں نہ دے چکے ہو اس سے کچھ واپس نہ لو۔ اسی طرح

ان تبتغوا باموالکم۔ ۵۹

میں مال کا مطلق ذکر کیا گیا یعنی مقید مقدار نہیں بتائی گئی۔

سنت رسول ﷺ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ کچھ ازواج مطہرات کے مہر زیادہ تھے کچھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے کم جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔حضرت عمرؓ نے تحدید مہر کا ادارہ کیا تو مجمع میں سے ایک خاتون نے

اتیتم احداھن قنطارا کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ کو ایسا کرنے کا اختیار حاصل نہیں تو آپؓ نے

فرمایا امراۃ اصابت ورجل اخطا۔٦٠

عورت نے درست بات پالی اور مرد نے غلطی کی۔

حضرت عمرؓ نے خود بھی زیادہ مہر دیا۔

وروی ابو حفص با سنادہ ان عمرؓ اصدق ام کلثوم ابنة علیؓ اربعین الفاً۔٦١

ابوحفص نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت علیؓ کو چالیس

ہزار درہم مہر دیا۔

لیکن اس اجازت کے ساتھ ساتھ کثیر مقدار مہر کے بارے میں اظہار پسندیدگی نہیں کیا

گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا۔

الزمو االنساء الرجال ولا تفالو ا فی المھور ۔٦٢

عورتوں کو مردوں کے پلے باندھنے کی کوشش کرو اور مہر میں حد سے نہ بڑھو۔رسول مکرم

ﷺ نے کم خرچ والی شادی کو زیادہ بابرکت قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ان اعظم النکاح برکة

ایسرہ موونة۔٦٣

اس بات پر کسی کا اختلاف نہیں کہ زیادہ مہر کی کوئی حدبندی نہیں ہے۔

لیس للمھر حد اقصی بالاتفاق ۔٦٤

ابن رشد لکھتے ھیں ۔اما قدرہ فانھم اتفقو ا علی انه لیس لا کثرہ حد ۔٦٥

جہاں تک مقدار مہر کا تعلق ہے پس سب فقہا کا اتفاق ہے کہ زیادہ مہر کی کوئی حد نہیں۔

کم از کم مقدار مہر

کم از کم مقدارِ مہر کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ایک جماعت اسکی

قائل نہیں کہ مہر کی کم از کم مقدار مقرر ہے۔امام شافعیؒ ،امام احمد بن حنبل،امام اسحاق امام ابوثور اور

تابعین میں سے فقہامدینہ کا نقطہ نظریہ ہے۔ان الصداق غیر مقدر لااقله و لا اکثر بل کل ما

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

كان مالا جاز ان يكون صداقا ۔٦٦

مہر کی کم یا زیادہ مقدار متعین نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو مال ہو سکتی ہے اس کو بطور مہر دینا جائز ہے۔ان کی دلیل کتاب اللہ سے یہ مراد ہے کہ سورۃ النساء میں ''ان تبتغو باموالکم'' میں مال کا ذکر مطلق ہے ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں ''فلم يقدره الشرع فيعمل به على اطلاقه''۔٦٧

یعنی شرع نے مال کا ذکر مطلق کیا ہے لہذا اس کے اطلاق پر ہی عمل کیا جائے گا۔اور ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔التمس ولو خاتما من حديد۔٦٨ تلاش کر خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو اور بنی فزارہ کی خاتون جس نے نعلین پر شادی کی تھی اس کی رضامندی پر اسکی شادی کو جائز قرار دیا۔٦٩ آپ ﷺ نے فرمایا۔

من اعطى في صداق امراة مل كنيه سويقا اوتمرا فقد استحل. ٧٠

جس نے عورت کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا کھجوریں دیں اس نے عورت کو اپنے اوپر حلال کرلیا۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''ادوا العلائق قالوا وما العلائق''.قال :ما تراضى عليه الاهلون. ٧١

مہر ادا کرو پوچھا کہ اے اللہ کے رسول مہر کیا ہے فرمایا جس پر گھر والے اور بیویاں راضی ہو جائیں۔

اسی مفہوم سے ملتی جلتی دیگر احادیث سے استدلال کیا۔وہ فقہاء جو تحدید مہر کے قائل ہیں وہ سعید ابن جبیر، ابراہیم النخعی، ابن شبرم، امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ ہیں۔٧٢

امام ابوحنیفہ کے ہاں کم از کم مقدارِ مہر ١٠ درہم، ٥ درہم یا چالیس درہم ہیں۔٧٣

انہوں نے لا مهر اقل من عشرة دراهم ۔٧٤ دس درہم سے کم مہر نہیں، سے استدلال کیا ہے۔امام مالک نے چوتھائی دینار سونا، یا تین درہم چاندی کے یا ان کے وزن کے برابر چاندی کو کم از کم مہر قرار دیا۔٧٥

اقسام مہر

مہر کے تعین کے لحاظ سے دو اقسام ہیں۔

المهر عند الفقهاء نوعان مهر مسمى ومهر المثل. ٧٦

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فقہاء کے ہاں مہر کی دو اقسام ہیں مہر مسمی اور مہر مثل۔

مہر مسمی

فهو ماسمي في العقداء أو بعده بالتراضي. ۷۷؎

ہر مسمی سے مراد وہ مہر ہے جو بوقت نکاح متعین ہو یا بعد میں زوجین کی رضا مندی سے مقرر کیا جائے۔

علامہ جصاص لکھتے ہیں۔**التسمية الموجودة في العقد** ۔۷۸؎

یعنی وہ مہر جو عقد (با قاعدہ نکاح) سے واجب ہوتا ہے اسے طے شدہ مہر یعنی مہر مسمی کہا جاتا ہے۔

مہر عقد نکاح کے وقت بھی طے ہو سکتا ہے اور اس کی تعین بعد نکاح بھی ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم. ۷۹؎

(اگر چھونے سے قبل طلاق دینا چاہو) اور تم مہر مقرر کر چکے ہو تو اس مقرر کردہ مہر کا نصف

ادا کرنا لازم ہوگا۔

لفظ فرضتم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مہر کا تعین ہو چکا ہے۔

مہر کے تعین کے بغیر بھی نکاح کی اجازت قرآن کریم سے ثابت ہے۔

لا جناح عليكم ان طلقتم النساء مالم تمسوهن اوتفرضو لهن فريضة. ۸۰؎

تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے کہ اگر تم عورتوں کو صحبت سے قبل یا مہر مقرر کرنے سے قبل طلاق

دو۔اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر مقرر کیے بغیر شوہر بیوی کو طلاق دے سکتا ہے جو اس بات کی

طرف اشارہ ہے کہ عقد نکاح میں مہر مقرر نہیں کیا گیا۔

مہر مثل

اگر عقد کے وقت کچھ طے نہ ہوا ہو تو اسے مثل کہتے ہیں۔۸۱؎

علامہ جصاص لکھتے ہیں۔**ان العقدا ذا خلا من التسمية بوجب مهر المثل** ۔۸۲؎

اگر عقد میں مہر کا ذکر نہ ہو تو مہر مثل واجب ہوگا۔

مہر مثل امثال واقران کے مہر کو کہتے ہیں جو اس عورت کے مثل عورت کا مقرر ہوا ہو۔۸۳؎

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نکاح کے وقت فریقین مہر طے نہ کر سکیں تو نکاح کے بعد بھی طے کیا جا سکتا ہے۔

عن عبداللہ ابن مسعودؓ فی رجل تزوج امرأۃ فمات عنھا،ولم یدخل بھا،ولم یفرض لھا الصداق فقال لھا الصداق کا ملاؑوعلیھا العدۃ ولھا المیراث فقال معقل بن سنانؓ سمعت رسول اللہ قضی بہ فی بروع بنت واشق. ۸۴

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور مر گیا عورت سے ہم بستری کی نہ مہر طے کیا۔حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ عورت کے لیے پورا مہر ہے اس پر عدت بھی ہے اور وراثت میں اس کا حصہ بھی حضرت معقل بن سنانؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو بروع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

احناف کا مہر مثل کے بارے میں نقطہ نظر یہ ہے''یہ وہ مہر ہے جو عقد کے وقت عورت کے باپ والی طرف سے عورتوں مثلاً بہن، پھوپھی یا چچازاد کے مہر کو مدنظر رکھتے ہوئے دیا جائے یا عورت کے شہر اور زمانے کے رواج کے پیش نظر دیا جائے''۔۸۵

سب فقہاء کے نزدیک مہر مثل کے تعین کے لیے'' دین''مال،خوبصورتی ،عقل، ادب،عمر،کنواری یا شادی شدہ ہونا،شہر کے رواج اور حسب ونسب تمام باتوں کا اعتبار کیا جائے گا۔۸۶

فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مہر مثل کے تعین میں ان عورتوں کے شوہروں کے حسب اور مال کو بھی دیکھا جائے گا۔۸۷ لیکن اگر عورتوں میں کچھ ذاتی اوصاف ہوں تو ان کا بھی لحاظ کیا جانا چاہیے۔

مہر مسمی کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں۔(الف)۔مہر معجّل (ب)مہر موجل

معجّل کا لفظ عجلت یعنی جلدی سے ماخوذ ہے۔لہذا مہر معجّل وہ ہوگا جو فوری ادا کر دیا جائے گا اور موجل اجل یعنی وقت مقررہ یا مہلت سے ماخوذ ہے۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں۔ویجوز ان یکون الصداق معجلا وموجلا وبعضہ معجلا وبعضہ موجلا۔۸۸

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ جائز ہے کہ مہر معجل ہو یا موجل ہو یا کچھ مہر معجل اور کچھ موجل ہو۔

مہر معجل کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے اگر ادا نہ کیا جائے تو عورت شوہر کو استمتاع سے روک سکتی ہے برہان الدین مرغینانی لکھتے ہیں۔ وللمرأة ان تمنع نفسها حتی تاخذ المهر۔ ۸۹

عورت مہر کی وصولی سے پہلے شوہر کو اپنے نفس سے روک سکتی ہے۔ مہر موجل بھی ہوسکتا ہے مہر ایک دین ہے جو شوہر کے ذمے ادا کرنا لازم ہے۔ علامہ کاسانی لکھتے ہیں کہ النساء:۴ "نحلة" جیسا کہ بمعنی عطیہ آتا ہے بمعنی دین بھی آتا ہے کہا جاتا ہے۔ مانحلتک؟ یعنی تمہارا دین کیا ہے تو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ عورتوں کے مہر دین سمجھ کر ادا کرو۔ ۹۰

لہذا "عقد سے مہر واجب ہو کر خاوند کے ذمے دین ہو گیا ہے"۔ ۹۱ اب عورت اگر چاہے تو اپنے اس قرض کی وصولی کے لیے مرد کو مہلت دے دے لیکن یہ تاجیل دو باتوں کے ساتھ مشروط ہو۔

اول: یہ مدت معلوم ہو۔ اگر مدت مجہول ہو جیسے موت یا جدائی کی صورت میں ہو تو جائز نہیں۔

ثانی: بہت زیادہ یعنی معینہ مدت پچاس سال یا اس سے زیادہ نہ ہو۔ ۹۲

اسی نقطہ نظر کی تائید کرتے ہوئے مولانا مودودی رقم طراز ہیں۔ مگر آج کل مہر موجل کا مفہوم یہ ہو گیا کہ نکاح کے وقت ہزاروں لاکھوں کی دستاویز یہ سمجھ کر لکھ دی جاتی ہے کہ کون لیتا ہے کون دیتا ہے۔ گویا ابتداء سے ہی ادا کرنے کی نیت نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس نیت کے ساتھ جو نکاح کیا جائے وہ عنداللہ فاسد ہے۔ حقیقی مہر موجل وہ ہے جس میں واضح طور پر مدت کا تعین کیا گیا ہو کہ مرد اتنی مدت میں اسے ادا کرے گا اور جس مہر کی قرارداد میں مدت کا تعین نہ ہو وہ عندالطلب کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے ان فقہاء سے سخت اختلاف ہے جو ایسے مہر کو شوہر کی وفات کے بعد واجب الادا بناتے ہیں۔ گویا نکاح تو شوہر کرے اور مہر اس کے وارثوں پر عائد ہو۔ یہ چیز آیات قرآنی کی روح کے بالکل خلاف ہے اور اس فتوے کے لیے قرآن وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ ۹۳ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے مہر کی اقسام ثلاثہ کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔

کہ مہر کی تین قسمیں ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱)   مہر موجل یعنی وہ مہر جو عورت کو پیشگی دیا جائے یا پیشگی دیا جانا طے پائے۔اس صورت میں عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ جب تک اسے مکمل مہر وصول نہ ہو وہ خود کو مرد سے جدا رکھ سکتی ہے اس دوران میں نان ونفقہ بھی مرد کے ذمہ دار ہوگا۔

۲)۔   مہر موجل جس کی ادائیگی کی ایک میعاد مقرر کی جائے۔مثلاً سال یا دو سال وغیرہ یہ مہر اس طرح واجب الادا ہوتا ہے۔

۳)۔   مہر موخر جو بوقت طلب لازمی ہوتا ہے۔۹۴

مہر عندالطلب یا مہر موخر کے بارے میں غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ہمارے معاشرے میں اختلاف کے سوا اس مہر کی ادائیگی کی کوئی عملاً صورت ہے۔کیا بیوی کے مہر طلب کرنے پر شوہر کے دل میں اس کی عزت اور محبت باقی رہے گی؟ بلکہ اس بات کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے کہ مہر مطلب کرنا اختلاف اور ناچاقی کا باعث بن جائے۔اس لیے عورت مجبوراً اپنے اس حق کے بارے میں خاموشی اختیار کریگی۔

پاکستانی کرنسی میں کم ازکم مقدار مہر

مہر کی مقدار معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ درہم کا وزن رائج الوقت اعشاری نظام کے مطابق معلوم ہو۔چونکہ درہم کا وزن ہر دور اور زمانے میں ایک نہیں رہا بلکہ کم وبیش ہوتا رہا ہے۔شیخ محمود خطاب نے کتاب الدین الخالص میں لکھا ہے کہ مثقال اور دینار ۴۴۔۴ گرام کے برابر ہے۔اور مصر کے بنک الناصری زکوۃ کمیٹی کی طرف سے جو کتابچہ شائع کیا گیا اس میں مثقال اور دینار کو ۴۶۔۴ گرام کے مساوی قرار دیا گیا۔اور سید سابق نے فقہ السنہ میں لکھا ہے کہ بیس دینار اٹھائیس مصری درہم کے برابر ہیں اور جس درہم کا حدیث شریف میں ذکر ہے اس کا وزن ۱۲۔۳ گرام ہے۔۹۵

گویا احناف کے مطابق کم ازکم مقدار مہر ۲۰۔۳۱ گرام چاندی ہوگی اور مالکیہ کے مطابق ۳۶۔۹ گرام یا ۶۰۔۱۵ گرام چاندی ہوگی۔

پاکستان میں مقبول عام "شرعی" مہر کی حیثیت

یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ ہم نے شادی بیاہ کو جو صرف معاشرتی معاہدہ ہی نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بلکہ مذہبی حیثیت بھی رکھتا ہے جس کے بارے میں قرآنی احکامات کا اختتام عمومی طور پر ''اتقو اللہ'' یعنی اللہ سے ڈرو پر ہوتا ہے۔رسوم ورواج کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔کپڑے زیور، بناؤ سنگھار کی اشیاء اور ڈھول تماشے پر ہم دل کھول کر لٹاتے ہیں لیکن جہاں مہر کا معاملہ سامنے آتا ہے تو عدل وتوازن کو بر سر طاق رکھتے ہوئے افراط یا تفریط کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔عمومی طور پر مہر کے ساتھ ادائیگی کا تصور کم ہی وابستہ رکھا جاتا ہے افراط یہ کہ بعض اوقات لڑکی کے اولیاء کی طرف سے انتہائی کثیر مہر کی فرمائش کی جاتی ہے جولڑکے کی بساط سے باہر ہوتا ہے یا رسومات پر خرچ کرنے کے بعد اتنی رقم نہیں بچتی جس کی بنا پر حقیقی مہر اور دکھلاوے کا مہر فرق ہوتے ہیں مثلاً دستاویز نکاح میں مہر دولاکھ روپے درج ہوتا ہے اور حقیقت میں دو ہزار روپے ہوتا ہے۔ایسا کرنا شرعاً غلط ہے امام کاسانی لکھتے ہیں۔جو مہر محض شہرت اور دکھلاوے کے لیے باندھا گیا ہو۔دکھلاوا یا تو قدر مہر میں ہوگا یا جنس مہر میں۔اگر دکھلاوا قدر مہر میں ہے مثلاً علیحدگی میں تو یہ طے کرتے ہیں کہ مہر ایک ہزار ہوگا۔لیکن مجلس عقد میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مہر دو ہزار درہم ہے اگر وہ مجلس میں اس بات کا اظہار نہیں کرتے کہ ایک ہزار محض دکھلاوے کے لیے ہے تو مہر وہی ہوگا جس کا مجلس میں اظہار کیا گیا۔یعنی دو ہزار کیونکہ مہر وہ ہوتا ہے جو عقد میں مذکور ہو۔ہاں اگر مجلس میں ایک ہزار دکھلاوے کی وضاحت کردی تو مہر ایک ہزار ہوگا۔اگر دکھلاوا جنس مہر میں ہے مثلاً علیحدگی میں ایک ہزار درہم طے کیا لیکن مجلس عقد میں سو دینار ظاہر کیا اگر وہ یہ ذکر نہیں کرتے کہ سو دینار دکھلاوے کے لیے ہے تو مہر وہی ہوگا جو مجلس عقد میں ذکر کیا گیا۔۹۶ ایک طرف یہ افراط کہ محض دکھلاوے اور نمائش کی غرض سے کثیر مہر تو دوسری طرف تفریط یہ کہ سوا بتیس روپے مہر کو شرعی مہر قرار دیا جاتا ہے۔حقیقتاً اس کا شرع سے کوئی تعلق نہیں ڈاکٹر محمد فاروق لکھتے ہیں۔ہمارے معاشرے میں مہر کے متعلق غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اس کی کوئی شرعی مقدار مقرر ہے درحقیقت ایسی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔یہ مقدار اورنگ زیب عالم گیر کے زمانے میں علماء نے لوگوں کی آسانی کے لیے بطور تجویز بیان کردی تھی۔اس وقت کی وہ رقم جو آج کل کے لاکھوں روپوں کے برابر ہے، اس لیے کہ اس زمانے میں ایک روپے میں چار تولے سونا آتا تھا۔۹۷

عوام کے ذہن میں سوا بتیس روپے اٹک گئے حالانکہ اس وقت کے سوا بتیس روپے اور عصر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حاضر کے ساڑھے بتیس روپے کی قدر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ گویا اس وقت ساڑھے بتیس روپے میں ۱۲۹ تولے سونا آتا تھا۔ جس کی مالیت آج لاکھوں روپے ہے جبکہ آج کے ساڑھے بتیس میں شاید ایک وقت کا کھانا بھی نہ مل سکے۔

مہر کی ادائیگی کے بارے میں عوام الناس میں ایک اور طریقہ رائج ہے کہ لڑکی سے مجلس عقد میں لڑکی کے اولیاء مہر کو ہاتھ لگواتے ہیں اور اس کی رضامندی معلوم کیے بغیر اسے مسجد میں بھجوا دیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ مہر ادا ہو گیا۔ ادائیگی کا یہ طریق اسلام کے سراسر منافی ہے۔ اسلام میں مہر عورت کا حق ہے جسے وہ اپنی مرضی سے چاہے تو طیب نفس سے معاف کر دے۔ اس پر بیرونی طور پر معافی کے لیے کوئی جبر نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن مجید فرقان حمید میں مہر کی معافی کے لیے جو الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ فان طبن لکم عن شی منه نفساً۔ ۹۸

یعنی وہ اگر عورتیں خوش دلی کے ساتھ اپنے مہر کا کوئی حصہ تمہیں دے دیں۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں۔

مطلب یہ کہ جبر و اکراہ اور دباؤ کے ذریعے معافی حاصل کرنا تو کوئی چیز نہیں، اس سے کچھ معاف نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ بالکل اپنے اختیار اور رضامندی سے کوئی حصہ مہر کا معاف کر دیں یا لینے کے بعد تمہیں واپس کر دیں وہ تمہارے لیے جائز ہے۔ دور حاضر میں چونکہ خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ مہر ملنے والا نہیں گر سوال کروں یا معاف نہ کروں تو بددلی یا بدمزگی پیدا ہو گی۔ اس لیے بادل ناخواستہ معاف کر دیتی ہیں۔ اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق کسی کا مال اس کی مرضی کے بغیر لینا حلال نہیں اور مہر عورت کا مال ہے کہ سورۃ النساء آیت نمبر چار میں مہر کی ضمیر عورتوں کی طرف کی گئی ہے فرمایا صدقاتھن (ان عورتوں کے مہر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا بطیب النفس منه. ۹۹

خبردار ظلم نہ کرو اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال (دوسرے شخص کے لیے) حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طیب کے لغوی معنی یہ ہیں کوئی چیز دل کی خوشی سے دی جائے اس میں نہ کراہت پائی جائے اور نہ ہی جبر ہو۔

امام کاسانی لکھتے ہیں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے کی چیز اسکی اجازت کے بغیر ہبہ کردے۔ یہی وجہ ہے کہ ولی عورت کے اموال میں کسی کو کچھ بھی ہبہ نہیں کرسکتا سو مہر میں بھی ایسا یہی ہوگا۔ ۱۰۲

اللہ تعالیٰ نے مہر کو عورت کے لیے نحلہ یعنی عطیہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر چار میں مذکور ہے ابن العربی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یہاں اس سے تین معانی مراد لیے جاتے ہیں۔

۱۔ کہ جس طرح تمام تحائف اور ہدیے دل کی خوشی کے ساتھ دیے جاتے ہیں اس طرح مہر بھی طیب نفس کے ساتھ دیا جائے۔

۲۔ مہر اللہ کی طرف سے عورتوں کو تحفہ ملا ہے جاہلیت میں مہر اولیاء وصول کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان سے چھین کر عورتوں کو عطا کر دیا۔

۳۔ عہد جاہلیت میں لوگ ادلے بدلے کی شادی بغیر مہر کیا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا کہ عورتوں کو یہ عطیہ دیا جائے۔ ۱۰۳

اگر عورت کی مرضی کے بغیر مہر کو کہیں خرچ کیا جائے تو یہ نحلہ نہیں رہے گا۔

خلاصہ بحث

یہ کہ اسلام کا مطلوب مہر نہ تو لڑکے کی حیثیت سے اتنا زیادہ ہے کہ اسے ادا کرنے کے لیے اپنا آپ گروی رکھوانا پڑ جائے اور نہ ہی اتنا قلیل ہے کہ جس کو لیتے ہوئے خاتون خفت محسوس کرے۔ اکثر ازواج مطہراتؓ اور حضرت فاطمہؓ کا مہر ۵۰۰ درہم تھا۔ جو عصری اعشاری نظام کے مطابق ۱۵۶۰ گرام چاندی کے برابر ہے موجودہ قیمت کے مطابق یہ پندرہ ہزار روپے سے زائد مالیت کی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ شادی بیاہ میں غیر شرعی رسموں پر جو مال صرف کیا جاتا ہے ایک اندازے کے مطابق کم سے کم حیثیت والے خاندان بھی شادی بیاہ پر کم از کم چالیس پچاس ہزار روپیہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خرچ کر دیتے ہیں ان اخراجات کو کم کر کے درمیانے درجے کا مہر ضرور دیا جائے اور خواتین کے لیے سود فری منافع اکاؤنٹ دستیاب ہوں۔ جس میں وہ اپنا روپیہ لگا کر معاشی مضبوطی حاصل کر سکیں۔ اس طرح نہ صرف ایک رقم بے جا لباس اور رسموں پر ضائع ہونے سے بچ جائے گی بلکہ کاروباری سرگرمی بڑھے گی اور سرمایہ کے ذریعے ملکی آمدن میں اضافہ ہوگا۔

۲۔ ہمارے ہاں مہر کے تعین کا معاملہ بھی افراط وتفریط کا شکار ہے۔ بعض والدین لڑکے کی حیثیت سے بڑھ کر محض نمود ونمائش کے لیے کثیر مہر پر بے جا ضد کرتے ہیں۔ بعض اوقات آغاز کے یہی جھگڑے پوری ازدواجی زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور ازدواجی سکون کی بجائے شادی شدہ جوڑے کڑوی اور کسیلی زندگی گزارتے ہیں۔ دوسری طرف تفریط یہ ہے کہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید مہر عورت کی قیمت ہے۔ لہذا وہ مہر لینا باعث توہین خیال کرتے ہیں اور عقد مجلس میں سوا بتیس روپے کو شرعی مہر خیال کرتے ہوئے لڑکی کی رضامندی کے بغیر محض اس کا ہاتھ لگوا کر خیرات کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مہر ادا ہو گیا۔ نہ تو یہ مہر شرعی ہے اور نہ ادائیگی مہر کا یہ طریقہ شرعی ہے۔ علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خطاب ودروس سے لوگوں میں شعور پیدا کریں کہ مہر عورت کا حق ہے اور اسے صحیح معنوں میں ملنا چاہیے الا یہ کہ وہ طیب نفس سے معاف کر دے۔ وہ خواتین جو درس قرآن وحدیث کی ذمہ داری ادا کرتی ہیں انہیں چاہیے کہ وہ خواتین میں مہر کا صحیح شعور پیدا کریں۔

۳۔ ۱۹۶۱ء کے فیملی لاز میں مہر کے بارے میں یہ قانون ہے کہ اگر عقد نکاح میں مہر کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو وہ مہرِ عندالطلب ہوگا۔ کیا ہمارا معاشرہ اتنا باشعور ہو چکا ہے کہ اگر خاتون مہر کا مطالبہ کرے تو ان کی ازدواجی زندگی نفرتوں اور کدورتوں سے محفوظ رہ سکے گی۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ مرد اسی بات کو دل میں گرہ بنا لے کہ اس کو تو صرف مال کی ضرورت تھی حکومت کو چاہیے کہ ایسے مہر کو مہرِ موجل قرار دے جس کی مہلت کا تعین موجود ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالہ جات

۱۔ اصلاحی، صدرالدین، اسلام میں نکاح کے قوانین، اسلامک پبلکیشنز لاہور،:ص ۸۴

۲۔ لوئس معلوف، المنجد، المکتبۃ الشرقیہ بیروت، بذیل مادہ مہرص، ۷۷۷

۳۔ ابی الحسین احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، دارالاحیاء التراث العربیہ، بیروت، بذیل مادہ صداق، ص:۵۶۵

۴۔ الجزیری، عبدالرحمٰن، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ترجمہ منظور احسن عباسی محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، ج:۴ص:۱۷۵

۵۔ ابن الاثیر محمد الجزری، النھایہ فی غریب الحدیث والاثر، داراحیاء الکتب العربیہ، ج:۳ص:۱۸

۶۔ الطبری محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر، المجلد الثالث ص:۲۱۴

۷۔ ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبہ الریاض الحدیث الریاض، الجزء السادس ص ۲۷۹

۸۔ محمد محی الدین عبدالحمید، الاحوال الشخصیہ فی الشرعیۃ الاسلامیۃ، المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر، ص:۱۶۳

۹۔ النساء:۴، واتوا النساء صدقا تهن نحلة.

۱۰۔ النساء:۲۴، فاتوهن اجورهن فريضة.

۱۱۔ النساء:۴،

۱۲۔ النساء:۲۵، وآتو هن اجورهن.

۱۳۔ النساء:۲۵، ومن لم يستطع منكم طولا.

۱۴۔ النور:۳۳، وليستعفف الذين لا يجدون نكاحاً.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۵۔ فان اما بھافلھا مھر لھا۔ابن ماجہ،ابوعبداللہ،محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ،مترجم وحیدالزمان اہل حدیث اکادمی،لاہور،ج:۲،ص:۴۷

۱۶۔ ادواالعلائق،الدارقطنی،علی بن عمر،سنن دارقطنی،مدینہ منورہ،ج:۳،ص:۲۴۴

۱۷۔ عقر نسا ئھا،الجصاص، ابو احمد بن علی الرازی،احکام القرآن،دارالکتب العلمیہ بیروت،ج:۲

۱۸۔ لا تغالوافی الصدقات،ابن الاثیر،محمد الجزری،النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر دارِاحیا الکتب العربیہ،ج:۳،ص:۱۸

۱۹۔ الروم:۲۱

۲۰۔ النساء:۴

۲۱۔ الجصاص،ابو بکر احمد بن الرازی،احکام القرآن، دارالکتب العلمیہ،بیروت،ج:۲،ص:۱۸۶

۲۲۔ ملاعلی قاری،مرقاۃ شرح مشکوۃ بحوالہ معارف القرآن،دارلعلوم کراچی،ج:۲،ص:۲۹۹

۲۳۔ الالوسی،شہاب الدین،السیدمحمود،روح المعانی،داراحیاءالتراث العربی بیروت،الجزء الثالث،ص:۱۹۸

۲۴۔ ابن العربی،ابوبکرمحمدعبداللہ،احکام القرآن،ص:۳۱۶

۲۵۔ النساء:۲۴

۲۶۔ بیضاوی،ناصرالدین ابی الخیرعبداللہ عمر،انوارالتنزیل واسرارالتاویل،مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر،ج:۱،ص:۱۸۲

۲۷۔ عبدالماجد،دریابادی،تفسیر ماجدی،مجلس نشریات قرآن کراچی،ج ا،ص:۱۷۷

۲۸۔ محمدظفیر الدین،مولانا،اسلام کاازدواجی نظام،طیب پبلیشرز لاہور،۲۰۰۳ء،ص:۸۶

۲۹۔ النساء:۲۴

۳۰۔ البقرۃ:۲۳۷

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۳۱۔ الاحزاب:۵۰

۳۲۔ مرغینانی، برہان الدین، ھدایہ، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، ج:۱،ص:۱۴۸

۳۳۔ البقرۃ:۲۲۸

۳۴۔ الرازی، فخر الدین، التفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ بیروت، الجزء الخامس، ص:۱۰۲

۳۵۔ النساء:۳۴، الممتحنہ:۱۰

۳۶۔ الزمخشری، جار اللہ محمود بن عمر، تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دار الکتب العربی، بیروت، ج:۱،ص:۵۰۵

۳۷۔ الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، التفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:۵،ص:۷۱

۳۸۔ القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، دار الکاتب العربیہ للطباعۃ والنشر القاہرہ، ج:۵،ص:۱۶۹

۳۹۔ الاحزاب:۵۰

۴۰۔ کاسانی، علامہ ابوبکر علاؤ الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (اردو ترجمہ) مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ج:۲،ص:۷۲۴

۴۱۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار الحدیث، قاہرہ، کتاب النکاح

۴۲۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح

۴۳۔ مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب صداق النبی لازواجہ۔

۴۴۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، لمکتبہ العصریہ بیروت، الجزء الثانی کتاب النکاح، باب الصداق ص:۲۳۵

۴۵۔ وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ، دار الفکر دمشق، الجزء التاسع ص:۶۸۶۰

۴۶۔ اکمل الدین محمد بن محمود، شرح العنایہ بھامش فتح القدیر مطبعۃ مصطفیٰ محمد مصر، ج:۲،ص:۴۳۴

۴۷۔ اکمل، الدین محمد بن محمود، شرح العنایہ بھامش فتح القدیر، ج ۲،ص ۴۳۵

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۴۸۔ ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبہ الریاض الحدیثہ الریاض، الجز السادس، ص، ۶۸۱

۴۹۔ النساء: ۲۴

۵۰۔ العینی، ابومحمد محمود بن احمد، العنایہ فی شرح الھدایہ، المکتبۃ التجارتہ مکۃ المکرّمۃ دارالفکر ۱۴۱۱ھ، ج: ۴، ص: ۶۴۸

۵۱۔ مرغینانی، برہان الدین، ہدایہ، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، ج: ۱، ص: ۱۴۸

۵۲۔ جصاص، ابو بکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، دارالکتب العلمیہ، بیروت، المجلد الثانی، ص: ۱۴۸

۵۳۔ ابن العربی، احکام القرآن، ج: ۱، ص: ۱۳۲

۵۴۔ کاسانی، علامہ ابوبکر علاؤالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ترجمہ مولانا ظفراللہ شفیق، مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور، ج: ۲، ص: ۴۲۸

۵۵۔ ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، الجزء الثانی، ص: ۱۶

۵۶۔ اصلاحی، صدرالدین، اسلام میں نکاح کے قوانین، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ص: ۹۳

۵۷۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی، تفسیر ماجدی، ج: ۱، ص: ۶۹۳

۵۸۔ النساء: ۲۰

۵۹۔ النساء: ۲۴

۶۰۔ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد کتاب النکاح، ج: ۲، ص: ۱۳۷

۶۱۔ ابن قدامہ، المغنی، الجزء السادس، ص: ۶۸۱

۶۲۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، کتاب النکاح

۶۳۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، مرویاتِ عائشہ

۶۴۔ القوانین الفقہیہ، ص: ۲۰۲ بحوالہ الفقہ الاسلامیہ وادلتہ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی ۶۷۶۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

٦٥۔ ابن رشد محمد بن احمد بن محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، الجزالثانی ص:١٨

٦٦۔ ابن قدامہ، المغنی، الجزءالسادس ص:٦٨٠

٦٧۔ وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامیہ وادلۃ، دارالفکر دمشق، الجزءالتاسع ص:٦٧٦٥

٦٨۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب المھر

٦٩۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، کتاب النکاح

٧٠۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب الصداق، الجزءالثانی ص:٢٣٧

٧١۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی، تفسیرالکبیر، المجلد الثانی ص:١٧٨

٧٢۔ ابن قدامہ، المغنی، ج:٦ ص:٦٨٠

٧٣۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ج:٢ ص:١٨

٧٤۔ رواہ ابن ابی حاتم، وقال الحافظ ابن حجر، انہ بہذا الاسناد حسن، بحوالہ وہبہ الزحیلی الفقہ الاسلامیہ وادلۃ، ج:٩ ص:٦٨٦٤

٧٥۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ج:٢ ص:١٨

٧٦۔ کاسانی، ابو بکر علاؤ الدین، بدائع الصنائع، ج:٢ ص:٢٧٣، ابن قدامہ، المغنی، ج:٦ ص:٧١٢

٧٧۔ الدکتور وہبہ الزحیلی، الفقۃ الاسلامیہ وادلتہ، الجزالتاسع ص:٦٧٧٣

٧٨۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی، احکام القرآن، ج:٢ ص:١٩٦

٧٩۔ البقرہ:٢:٢٣٧

٨٠۔ البقرہ:٢:٢٣٦

٨١۔ الجزیری، عبدالرحمٰن، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ترجمہ منظور احسن عباسی، علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، ١٩٨١ء ج:٤ ص:١٩٩

٨٢۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، ج:٢ ص:١٩٧

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۸۳۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ج:۱، ۲۸۲

۸۴۔ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب الصداق

۸۵۔ وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ، ج:۷، ص:۶۷۷۵

۸۶۔ ایضاً

۸۷۔ ابن الھمام، کمال الدین محمد، شرح فتح القدیر، مطبع مصطفی محمد مصر، ج:۲، ص:۴۷۱

۸۸۔ ابن قدامہ، المغنی، الجزء السادس، ص:۶۹۳

۸۹۔ مرغینانی، برہان الدین، الھدایہ

۹۰۔ کاسانی، ابوبکر علاؤالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج:۲، ص:۷۲۹

۹۱۔ ایضاً

۹۲۔ وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ، الجزء التاسع، ص:۶۷۸۹

۹۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، حقوق الزوجین، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ص:۳۲

۹۴۔ دانش گاہ پنجاب لاہور، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج:۲۱، ص:۸۸۸

۹۵۔ محمد عطیہ خمیس، فقہ النساء، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ص:۲۴۷

۹۶۔ کاسانی، ابوبکر علاؤالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج:۲، ص:۷۵۱

۹۷۔ ڈاکٹر محمد فاروق خان، اسلام کیا ہے، دانش سرا کراچی، ۲۰۰۰ء، ص:۲۹۷

۹۸۔ النساء:۴

۹۹۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن دارالعلوم کراچی، ج:۲، ص:۲۹۸

۱۰۰۔ ابن منظور افریقی، لسان العرب، دار بیروت للطباعۃ والنشر بیروت، ج:۱، ص:۵۶۶

۱۰۱۔ کاسانی، ابوبکر علاؤالدین، بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۷۵۹

۱۰۲۔ ابن العربی، احکام القرآن، مطبعہ السعادہ، مصر، ج:۱، ص:۱۳۲

☆☆☆☆☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com